سپریم کورٹ رپورٹس (1996) SUPP. 8 ایس سی آر

جوز انتونیو کروز ڈوس آر۔ روڈریگیز اور دیگر

بنام

حصول اراضی کلکٹر اور دیگر

20 نومبر 1996

(اے۔ ایم۔ احمدی، سی جے آئی، ایس۔ بی۔ مجمدار اور بی۔ این۔ کرپال، جسٹسز)

اراضی قوانین:

حصول اراضی ایکٹ، 1894 : دفعہ 28-اے۔

اراضی کے حصول۔ معاوضہ۔ دوبارہ تعین۔ درخواست دینے کے لئے 3 ماہ کی مدت۔ منعقدہ، ریفرنس کورٹ کے فیصلے کی تاریخ سے شمار کیا جانا چاہیے جس کی بنیاد پر از سر نو تعین طلب کیا گیا تھا نہ کہ ریفرنس کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل سے نمٹنے والی اپیلیٹ کورٹ کے حکم کی تاریخ سے۔

حصول اراضی ایکٹ 1894 کی دفعہ 4 کے تحت ایک نوٹیفکیشن کے ذریعہ عوامی مقصد کے لئے زمین کا ایک خاص حصہ حاصل کیا گیا تھا۔ حصول اراضی افسر نے حصول اراضی پر مشتمل مختلف رقبوں کے لئے مختلف نرخوں پر معاوضہ دیا۔ ایکٹ کی دفعہ 18 کے تحت دائر ریفرنس پر ریفرنس کورٹ نے زمین کے مختلف رقبوں کے معاوضے کی شرح میں اضافہ کیا۔ اپیل میں ہائی کورٹ نے زمین کے تمام رقبوں کے لئے یکساں شرح مقرر کی۔ اس کے بعد درخواست گزار نے ایکٹ کی دفعہ 28-اے کے تحت اپنی زمین کے رقبہ کے معاوضے کے دوبارہ تعین کے لئے ایک درخواست دائر کی۔ ڈپٹی کلکٹر نے مذکورہ درخواست کو وقت کی پابندی

قرار دیتے ہوئے خارج کر دیا کیونکہ اسے ایکٹ کی دفعہ 28اے کے تحت طے شدہ تین ماہ کی مدت ختم ہونے کے بعد بھیجا گیا تھا۔اس عدالت کے سامنے سوال یہ تھا کہ کیا ایکٹ کی دفعہ 18 کے تحت ریفرنس کورٹ کے فیصلے کی تاریخ سے یا اپیل کے فیصلے کی تاریخ سے اپیل کنندہ کے خلاف تین ماہ کی مدت چلنا شروع ہوئی۔

اپیل مسترد کرتے ہوئے، یہ عدالت

منعقدہ.1.1 : حصول اراضی ایکٹ 1894 کی دفعہ 28اے کی سادہ زبان میں قانون کی دفعہ 18 کے تحت ریفرنس نمٹانے والی عدالت کی جانب سے فیصلے کی تاریخ سے تین ماہ کی حد مقرر کی گئی ہے نہ کہ ریفرنس کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل پر سماعت کرنے والی اپیلیٹ کورٹ، معیاد کی مدت ریفرنس کورٹ کے حکم کی تاریخ سے چلنا شروع ہو جائے گی جس کی بنیاد پر ریفرنس کورٹ کے حکم کی بنیاد پر دوبارہ فیصلہ طلب کیا گیا تھا، یہاں تک کہ آخری حکم گزرنے کے تین ماہ بعد بھی اور اس وجہ سے درخواستوں کو واضح طور پر وقت پر روک دیا گیا تھا۔[914بی-جی]

بابورام بنام ریاست یوپی،[1995] 2 ایس سی سی689۔ یونین آف انڈیا بنام کرنیل سنگھ، [1995] 2 ایس سی سی 728 اور یونین آف انڈیا بنام پردیپ کماری،[1995] 2ایس سی سی 736، پر انحصار کرتے تھے۔

دیوانی اپیلیٹ کادائرہ اختیار : دیوانی اپیل نمبر 14637 آف 1996 وغیرہ۔

1988 کے ڈبلیو پی نمبر 471 میں بمبئی ہائی کورٹ کے 5.7.95 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندگان کی طرف سے دھرو مہتا اور ایس کے مہتا۔

جواب دہندگان کے لئے اے۔ایس۔نمبیار اور محترمہ اے۔سبھاشینی۔

عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا۔

احمدی، سی جے آئی۔خصوصی اجازت دے دی گئی۔

ان دونوں اپیلوں میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حصول اراضی ایکٹ، 1894 کی دفعہ 28-اے کے تحت معاوضے کی رقم کے دوبارہ تعین کے لئے درخواست دینے کے لئے مقرر کردہ تین ماہ کی مدت (اس کے بعد 'ایکٹ' کہا جاتا ہے) ایکٹ کی دفعہ 18 کے تحت ایوارڈ کی تاریخ سے یا یہاں تک کہ اپیل کے فیصلے کی تاریخ سے بھی درخواست گزار کے خلاف چلنا شروع ہو جاتی ہے، اگر کوئی ہو تو ایوارڈ کے مقابلے میں ترجیح دی جائے۔اٹھائے گئے نکتے کو سمجھنے کے لئے، ہم فوری طور پر دفعہ 28-اے کو پڑھ سکتے ہیں جہاں تک یہ متعلقہ ہے:

''28۔اے۔عدالت کے فیصلے کی بنیاد پر معاوضے کی رقم کا دوبارہ تعین (1) جہاں اس حصے کے تحت دیے گئے فیصلے میں عدالت درخواست گزار کو دفعہ 11 کے تحت کلکٹر کی طرف سے دی گئی رقم سے زیادہ معاوضے کی کسی بھی رقم کی اجازت دیتی ہے، دفعہ 4 کے تحت اسی نوٹیفکیشن کے تحت شامل دیگر تمام زمینوں میں دلچسپی رکھنے والے افراد، ذیلی دفعہ (1) اور جو کلکٹر کے فیصلے سے ناراض ہیں، اس کے باوجود کہ انہوں نے دفعہ 18 کے تحت کلکٹر کو درخواست نہیں دی تھی، عدالت کے فیصلے کی تاریخ سے تین ماہ کے اندر کلکٹر کو تحریری درخواست دے کر یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ انہیں ادا کیے جانے والے معاوضے کی رقم کا دوبارہ تعین عدالت کی طرف سے دیے گئے معاوضے کی رقم کی بنیاد پر کیا جا سکتا ہے:

بشرطیکہ اس ذیلی دفعہ کے تحت کلکٹر کو درخواست دینے کی تین ماہ کی مدت کا تخمینہ لگانے میں وہ دن جس دن ایوارڈ کا اعلان کیا گیا تھا اور ایوارڈ کی کاپی حاصل کرنے کے لئے درکار وقت کو خارج کر دیا جائے گا۔

جس حقیقت پر مبنی میٹرکس میں سوال کا جواب دیا جانا ہے وہ اب مختصر طور پر نوٹ کیا جاسکتا ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 4 کے تحت 3 اکتوبر، 1969 کو جاری کیے گئے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے اور اسی دن گزٹ کے ذریعے، ریاست گوا کے سالسیٹ تعلقہ کے کیولوسم گاؤں میں زمین کا ایک خاص حصہ عوامی مقصد کے لئے حاصل کرنے کی تجویز پیش کی گئی تھی، یعنی ہندوستانی بحریہ کے لئے ہوا سے زمین کی رینج کی تعمیر کے لئے، حکومت نے 2 اپریل کو زمین کا قبضہ لے لیا تھا۔ ایکٹ کی دفعہ 6 کے تحت اعلان کیا گیا اور 10 جون 1971 کو گزٹ میں شائع کیا گیا۔ اس کے بعد، حصول اراضی افسر نے تحویل میں لی گئی زمین کے لیے 0.75 روپے سے لے کر 2.50 روپے فی مربع میٹر تک کے نرخوں پر معاوضہ دیا۔ یہ ایوارڈ 2 اگست 1972 کو دیا گیا تھا۔ 1981ء کے ایل اے سی نمبر 420 کے فاضل ڈسٹرکٹ جج کو ایک ریفرنس بھیجا گیا جسے 24 جون 1985 کو نمٹا دیا گیا جس کے تحت معاوضے کے تعین کی شرح پر نظر ثانی کر کے 5 روپے فی مربع میٹر کر دیا گیا۔ تاہم، 14 اکتوبر، 1985 کو 1981 کے ایل اے سی نمبر 406 میں کیے گئے ایک اور ایوارڈ میں، ایک مختلف رقبہ کے لئے 9 روپے فی مربع میٹر کے حساب سے معاوضہ کی اجازت دی گئی تھی۔ اسی دن 1981 کے ایل اے سی نمبر 417 میں ایک اور رقبہ کے لیے 10 روپے فی مربع میٹر کے حساب سے معاوضہ دیا گیا۔ اپیل میں ہائی کورٹ نے 24 فروری 1987 کو اپنے فیصلے کے ذریعے اس کی قیمت کم کرکے 5 روپے فی مربع میٹر کر دی تھی۔ اس کے بعد 1995 کے ایس ایل پی نمبر 24435 سے پیدا ہونے والی سول اپیل میں اپیل گزار نے 13 مئی 1987 کو ایکٹ کی دفعہ 28 اے کے تحت اپنی زمین کے رقبہ کے معاوضے کے دوبارہ تعین کے لئے درخواست دی۔ اسی طرح 1995 کے ایس ایل پی نمبر 24584 سے پیدا ہونے والی سول اپیل میں اپیل گزار نے 28 اپریل 1987 کو ایکٹ کی دفعہ 28-اے کے تحت اسی طرح کی درخواست دی تھی۔ ان دونوں درخواستوں کو ڈپٹی کلکٹر نے 3 ستمبر، 1988 کو وقت کی پابندی کے طور پر خارج کر دیا تھا، کیونکہ قانون کے ذریعہ متعین کردہ تین ماہ کی مدت ختم ہونے کے بعد ترجیح دی گئی تھی۔ ناراض محسوس کرتے ہوئے دونوں درخواست گزاروں نے 11 فروری 1989 کو الگ الگ رٹ پٹیشن دائر کر کے اس فیصلے پر سوال اٹھایا۔ بمبئی عدالت عالیہ، گوا بنچ نے 5 جولائی، 1995 کو اپنے فیصلے کے ذریعے دونوں رٹ عرضیوں کو خارج کر دیا، جس میں اس رائے کو برقرار رکھا گیا تھا کہ دفعہ 28-اے کے تحت درخواستیں وقت پر روک دی گئی تھیں۔ لہذا یہ اپیلیں خصوصی اجازت کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔

اس عدالت کے ان فیصلوں کا جائزہ لینے سے پہلے جن پر عدالت عالیہ نے بھروسہ کیا ہے، ہم پہلے دفعہ 28-اے کی سادہ زبان کا جائزہ لینا مناسب سمجھتے ہیں۔ دفعہ 28اے کو 1984 کے ایکٹ 68 کے ذریعہ حصہ سوم میں آخری دفعہ کے طور پر شامل کیا گیا تھا جس کا عنوان تھا 'عدالت اور اس پر طریقہ کار کا حوالہ۔ تیسرا حصہ دفعہ 18 سے شروع ہوتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی دلچسپی رکھنے والا شخص ایکٹ کی دفعہ 11 کے تحت کلکٹر کے ذریعہ دیئے گئے ایوارڈ کو قبول نہیں کرتا ہے تو وہ کلکٹر کو ایک تحریری درخواست کے ذریعہ یہ مطالبہ کرسکتا ہے کہ اس معاملے کو عدالت کے فیصلے کے لئے بھیجا جائے۔ دفعہ 2(ڈی) میں لفظ 'کورٹ' کی تعریف کی گئی ہے جس کا مطلب اصل دائرہ اختیار کی پرنسپل دیوانی عدالت ہے جب تک کہ ایک خصوصی عدالتی افسر مقرر نہ کیا گیا ہو۔ لہٰذا دفعہ 18 کے تحت جس عدالت کا حوالہ دیا گیا ہے اس سے مراد اصل دائرہ اختیار کی پرنسپل دیوانی عدالت ہی ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد دفعہ 23 میں حاصل کی گئی زمین کے معاوضے کا تعین کرتے وقت ان معاملات کو مدنظر رکھا گیا ہے، اور دفعہ 24 کو دیے جانے والے معاملات کو غور سے خارج کرنے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ دفعہ 26 میں کہا گیا ہے کہ یہ فیصلہ جج کے دستخط شدہ تحریری طور پر ہوگا جسے ضابطہ دیوانی کوڈ 1908 کی دفعہ 2 کی شقوں (2) اور (9) کے معنی کے اندر ایک فرمان سمجھا جائے گا۔ دفعہ 27 میں اضافی معاوضے پر سود کی ادائیگی کا اہتمام کیا گیا ہے اور دفعہ 28 میں اضافی معاوضے پر سود کی ادائیگی کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہم دفعہ 28اے پر آتے ہیں۔ دفعہ کا پہلا حصہ ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے کہ 'اس حصے کے تحت دیے گئے فیصلے میں عدالت درخواست گزار کو حصہ سوم کی شق یعنی دفعہ 11 کے تحت دیے گئے ایوارڈ کے تحت کلکٹر کی جانب سے دی گئی رقم سے زیادہ معاوضے کی اجازت دیتی ہے' جو واضح طور پر اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ مقننہ حصہ سوم کی دفعات کے تحت دیے گئے ایوارڈ کی بات کر رہی تھی۔ یعنی دفعہ 11 کے تحت ایک ایوارڈ اور اس تناظر میں 'عدالت' کا حوالہ دینے سے مراد صرف وہ عدالت ہو سکتی ہے جس کے بارے میں کلکٹر کی جانب سے دفعہ 18 کے تحت ایف کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ اس پوزیشن کو مزید واضح کیا جاتا ہے جب دفعہ ایکٹ کے دفعہ 11 کے تحت دی گئی رقم سے زیادہ معاوضے کا حوالہ دیتا ہے۔ اس دفعہ کے دوسرے حصے میں 'اسی نوٹیفکیشن کے تحت شامل دیگر تمام زمینوں میں دلچسپی رکھنے والے افراد کو مخاطب کیا گیا ہے... اور جو اس فیصلے سے ناراض بھی ہیں' اور انہیں 'عدالت کے فیصلے کی تاریخ سے تین ماہ کے اندر' کلکٹر کو ایک تحریری درخواست دینے کی اجازت دیتا ہے، جس میں اسے عدالت کی طرف سے دی گئی رقم کی بنیاد پر معاوضے کی رقم کا دوبارہ تعین کرنے کی ضرورت ہوتی ہے، اس حقیقت کے باوجود کہ انہوں نے ایکٹ کی دفعہ 18 کے تحت ریفرنس نہیں مانگا تھا۔ لہٰذا، نئی شامل کی گئی دفعہ میں وہی فائدہ دینے کی

کوشش کی گئی ہے، جو ایک ایسے شخص کو دیا جائے گا جس نے ریفرنس مانگا تھا اور زیادہ معاوضے کے لیے عدالت کا فیصلہ حاصل کیا تھا، جنہوں نے لاعلمی یا مالی تنگی کی وجہ سے دفعہ 18 کے تحت ریفرنس نہیں مانگا تھا۔ دفعہ کے آخری حصے میں بھی دفعہ 11 کے تحت فیصلہ اور بعد میں ایکٹ کی دفعہ 18 کے تحت ریفرنس کورٹ کے فیصلے کا حوالہ دیا گیا ہے۔ لہٰذا، اس میں جس عدالت کا حوالہ دیا گیا ہے، وہ ایک بار پھر وہ عدالت ہے جس کا حوالہ ایکٹ کی دفعہ 2 (ڈی) میں دیا گیا ہے، یعنی پرنسپل دیوانی عدالت کا اصل دائرہ اختیار۔ لہٰذا دفعہ 28 اے کی سادہ زبان میں دفعہ 18 کے تحت ریفرنس نمٹانے والی عدالت کی جانب سے فیصلے کی تاریخ سے تین ماہ کی مدت مقرر کی گئی ہے نہ کہ ریفرنس کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل پر سماعت کرنے والی اپیلیٹ کورٹ۔

اب ہم کیس قانون کا حوالہ دے سکتے ہیں۔ اس عدالت کی دو رکنی بنچ نے بابو رام بمقابلہ ریاست اتر پردیش، [1995] 2 ایس سی سی 689، کیس کی سماعت کی، نے اس درست سوال سے نمٹا اور کہا کہ ایکٹ کی دفعہ 18 کے تحت ریفرنس پر دیئے گئے پہلے ایوارڈ کی تاریخ سے ہی حد کی مدت شروع ہو جاتی ہے، اور لگاتار ایوارڈ رپورٹر کے پیراگراف 19 اور 20 کے تحت حدود کی مدت کو نہیں بچا سکتے ہیں۔ اسی بیٹھک نے یونین آف انڈیا بمقابلہ کرنیل سنگھ، [1995] 2 ایس سی سی 728 میں اسی نقطہ نظر کو دہرایا تھا، جس میں اس عدالت نے کہا تھا کہ معاوضے کے دوبارہ تعین کے لئے درخواست کے لئے تین ماہ کی حد کا حساب سول عدالت کے ذریعہ دیئے گئے ابتدائی فیصلے کی تاریخ سے کیا جانا چاہئے، نہ کہ اپیلیٹ عدالت کے ذریعہ دیئے گئے فیصلے سے۔ اس کے بعد یونین آف انڈیا بمقابلہ پردیپ کماری کی تین رکنی بنچ نے 2 ایس سی سی 736 کا فیصلہ سنایا، جس میں یہ کہا گیا تھا کہ دفعہ 28-اے کے تحت ریفرنس کورٹ کے فیصلے کی تاریخ سے تین ماہ کے اندر فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بابو ارام اور کرنیل سنگھ کے معاملے میں پہلے کے دو فیصلوں کو اس محدود سوال پر مسترد کر دیا گیا تھا کہ انہوں نے قانون میں دفعہ 28-اے متعارف کرانے کے بعد قانون کی دفعہ 18 کے تحت عدالت کے ذریعہ دیئے گئے ابتدائی فیصلے تک دوبارہ فیصلہ کرنے کے حق کو محدود کرنے کی کوشش کی تھی۔ تاہم، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دفعہ 18 کے تحت عدالت کے فیصلے کی تاریخ سے حد بندی کی مدت کا حساب اس بنیاد پر لگایا جانا چاہئے جس کی بنیاد پر دوبارہ فیصلہ مانگا جاتا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ دونوں معاملوں میں دفعہ 28 اے کے تحت معاوضے کے ازسر نو تعین کی درخواستیں عدالت کے فیصلے کی

تاریخ سے تین ماہ کی میعاد ختم ہونے کے کافی عرصے بعد دی گئی تھیں۔ لہٰذا ہماری رائے ہے کہ عدالت عالیہ کا یہ موقف درست تھا کہ دونوں درخواستوں پر وقت کی پابندی تھی۔

تاہم، اپیل کنندگان کے وکیل نے ہماری توجہ 13 نومبر، 1995 کو دو رکنی بیٹھک کی طرف سے موجودہ کارروائی میں دیے گئے ایک حکم کی طرف مبذول کرائی، جس کی رپورٹ [1996] آئی ایس سی 88 میں دی گئی تھی، جس میں دو سوالات پانچ ججوں کی بیٹھک کو بھیجے گئے تھے۔

1۔ کیا دفعہ 26 کے تحت دفعہ 18 کے تحت ریفرنس پر دی گئی دیوانی عدالت کے فیصلے میں دفعہ 54 کے تحت اپیلیٹ کورٹ کا فیصلہ اور فرمان بھی شامل ہوگا؟

2۔ کیا ہر لگاتار فیصلہ یا فیصلہ اور حکم (اگر سوال نمبر 1 پر جواب مثبت ہے) دفعہ 28-اے کے تحت درخواست دائر کرنے کے لئے کارروائی کی وجہ فراہم کرے گا؛ اگر ایسا ہے تو کیا اس طرح کی تعمیر دفعہ 28اے میں استعمال کی جانے والی زبان کی خلاف ورزی نہیں ہے جب پارلیمنٹ نے مشورہ کے ساتھ اس طرح کے تاثرات کا استعمال نہیں کیا تھا؟

جہاں تک پہلے سوال کا تعلق ہے تو اس سوال پر کوئی اختلاف رائے نہیں ہے کہ ریفرنس کورٹ کے حکم کی تاریخ سے معیاد کی مدت اس بنیاد پر چلنا شروع ہو جائے گی جس کی بنیاد پر دوبارہ تعین کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ موجودہ کیس میں ریفرنس کورٹ کے حکم کی بنیاد پر آخری حکم گزرنے کے تین ماہ بعد بھی دوبارہ فیصلہ طلب کیا گیا تھا اور اس لیے درخواستوں پر واضح طور پر وقت کی پابندی عائد کی گئی تھی۔ لہٰذا ہمیں ان معاملوں کو پانچ ججوں کی بیٹھک کے فیصلے کے لئے زیر التوا رکھنے کی کوئی ضرورت نظر نہیں آتی۔

دوسرے سوال پر اختلاف رائے پایا گیا کیونکہ پردیپ کماری کے معاملے میں تین ججوں کی بیٹھک دو ججوں کی بیٹھک کے ذریعہ پہلے دو معاملوں میں اپنائے گئے نقطہ نظر سے ہٹ گئی تھی۔ اگر کسی مناسب معاملے میں یہ سوال اٹھتا ہے تو شاید پانچ ججوں کی بیٹھک کا حوالہ دینا ضروری ہو سکتا ہے۔

مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر، ہم ان اپیلوں میں کوئی میرٹ نہیں دیکھتے ہیں اور انہیں مسترد کرتے ہیں لیکن اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیتے ہیں۔

وی۔ایس۔ایس

اپیلیں خارج کر دی گئیں۔

Meraj U Din Sofi
2024.07.16 11:34
I am the author of this document